

Registered

L. No. 89.

نور افشاں

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آ کے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

نمبر (۱۹) مطبوعہ ۶ - مئی ۱۹۰۴ء بروز جمعہ جلد (۳۲)

گلدستۂ اخبار

حضور شاہ قیصر کی سالگرہ کے خطابات کی فہرست ۲ جون کو ہند میں نافذ کیجاویگی ٭ **پانچ روپیہ** کا جدید نوٹ ہندوستان میں اسی موسم گرما میں نافذ کیا جاوے گا ٭ **پلٹن ۵۴** کے سپاہی چاندماری کر رہے تھے۔ عطر سنگھ نائک حوالدار چاندماری کے پاس کھڑا تھا۔ اتفاقاً ایک گولی چاندماری پر لگ کر ایک پتھر پر گری اور پتھر سے اچھلکر بھاگی عطر سنگھ حوالدار کی چھاتی پر لگی وہ اسی وقت سے زیر علاج ہے ٭ **سولاپور** اور دکن کیطرف جو ٹڈی دل آیا۔ شاید اب تک کہیں نہ آیا ہوگا پچاس میل تک برابر ایک گھنا بادل تھا جسطرف سے اس کمبخت کا گذر ہوا۔ درخت۔ فصل و سبزی صاف چٹ کر گیا ٭ **اٹرانٹو** میں آتشزدگی سے بہت نقصان واقع ہوا ہے۔ کئی آدمی مارے گئے۔ مکانات تباہ ہوگئے۔ کہتے ہیں کہ ایک کروڑ ڈالر کا نقصان ہوا ہے ٭ **پرنس آف ویلز** معہ پرنسس کے آسٹریا کے مہمان ہیں اور مجمع جرمنی سسلی کی سیر کر رہے ہیں ٭ **بدقسمت تبتی** ٭ بغاوت تبت گیانشری میں مقیم ہو گیا تبت گیانشری پر قابض ہونے سے پہلے جو تبتیوں کے ساتھ لڑائی ہوئی تھی اسمیں ڈیڑھ سو تبتی ہلاک ہوگئے ہیں اور جو تبتی قید کئے گئے ہیں ان سے ڈولی اٹھانے کا کام لیا جاتا ہے ٭ **جاپان** میں پیدل فوج کی وردی کاغذ سے بنائی جاتی ہے جس کا رنگ زردی مائل ہوتا ہے ٭ **جاپان** میں لکڑی کی سب سے

پرانی عمارت اب بھی موجود ہے اسکو تعمیر ہوئے بارہ سو برس ہوئے۔ اس میں شہنشاہ جاپان کا توشہ خانہ ہے ٭ **بارکپور** کے تین گوروں نے ایک کالے آدمی کو خوب مارا اور ۱۰۰ روپیہ کی تھیلی چھین لی ٭ **ٹرکی** میں ٹرکی عہدہ دار سرکاری خطاب بیچتے تھے۔ گیارہ افسر گرفتار کئے گئے۔ معلوم ہوا کہ کچھ جرمنی کے لوگ بھی شریک سازش تھے۔ سب کو جرمن گورنمنٹ نے نکال باہر کیا ٭ **جاپان** کی فوجی سپاہیوں اور جہازوں کے ملاحوں میں یہہ بڑی خوبی کی بات ہے کہ جب وہ جنگ کے لئے روانہ ہوتے ہیں تو سب سے پہلے وہی قومی گیت گاتے ہیں جو ایکہزار سال گذرے ان کے آباؤ اجداد جنگ کو جانے کے وقت گایا کرتے تھے جسمیں وہ اپنے شہنشاہ کی درازی عمر اور سلطنت کی ترقی کے لئے دعا کرتے ہیں ٭ **سومالی لینڈ** کو جو ہندی فوجیں گئی تھیں وہ سب رفتہ رفتہ واپس ہونگی جنرل سر چارلس ایجرٹن افسر مہم سومالی لینڈ مدراس کے جنگی لاٹ مقرر کئے گئے ہیں ٭ **کوریا** کی وحشی قوم روسیوں کی طرفدار ہے۔ وہ لوٹ مار پر کمربستہ ہے۔ کوریا میں جہاں جاپانی فوج ہے وہاں امن ہے۔ یہاں ایک پرانی پیشینگوئی مشہور ہے۔ مضمون یہہ کہ آیندہ ماہ مئی میں کوریا کا شاہی خاندان ختم ہوگا اور نیا زمانہ شروع ہوگا ٭ **روس** میں تمام مکانات زرد اینٹوں کے بنائے جاتے ہیں اور ایک منزل کے ہوتے ہیں ٭ **جاپانی** لوگ کہتے ہیں کہ ہمارے آدمی صرف ۳، کنشن ما رو پر مارے گئے ٭ **نیوچوانگ** میں روسی ترپ:- دو ہزار روسی توپخانہ معہ ۱۲ توپوں کے مقام نیوچوانگ میں پہنچ گئے ہیں ٭

کلکتہ میں ایک باغی بدمعاش نے ایک عورت سے اس کے مکان میں پناہ لینے کی درخواست کی جو کہ منظور کیگئی۔ لیکن یہہ شخص عورت کا مال اسباب لیکر چمپت ہوا۔ پولیس نے گرفتار کر لیا اور عدالت نے دو سال کے لئے جیل خانہ بھیجدیا ٭ **جرمنی کے شہنشاہ** قیصر ولیم بالٹک سے چلکر اب وینس میں تشریف لائے ہیں ٭ **وزیر اعظم** سپین ریل گاڑی میں سوار تھے کہ حملہ کیا گیا مگر سب خیر گذری اور دونوں گولیاں چھت میں لگیں ٭ **بنگلور** کے قریب ایک بیس سالہ لڑکا بندوق لئے کھڑا تھا کہ بندوق اتفاقیہ چل گئی اور اس کی ۹ سالہ بہن کے لگی۔ لڑکی تو مر گئی لیکن لڑکے کا پتہ نہیں ٭ **روس** نے ایک بھاری شکست کھائی۔ ان کا مشہور امیر البحر مکاروف معہ جہاز و سپاہیوں کے سمندر میں غرق ہوگیا ان کے مرنے پر نہایت رنج کیا گیا ٭ **تبت** میں بغیر کسی قسم کی زیادتی کے انگریزی مشن اپنا کام کر رہا ہے۔ اب وہاں سے کارروائی شروع ہونیوالی ہے ٭ **چین دیہاتی** لوگوں نے چھوٹا ناگپور کے بشپ اور ان کے مناد پر حملہ کیا ان میں سے ایک کو تو دو برس قید سخت اور سو روپیہ جرمانہ ہوا اور ایک کو ایک سال قید اور تیسرے مجرم کو چھہ ماہ کے لئے جیل بھیجا گیا ٭ **بمبئی میں** بائبل سوسائٹی کے صد سالہ جلسہ میں قریب سات سو ہندوستانی مسیحی جمع تھے۔ پادری ایس۔ ڈی۔ کرمکار صاحب چیرمین تھے۔ علاوہ بشپ بمبئی چار دیسی پادری صاحبان نے بھی علیحدہ علیحدہ درس دیکر سامعین کو خوب محظوظ کیا ٭ **مس سیکیر** دختر ڈاکٹر پر بھاکر کسیکر امریکہ سے ڈاکٹری تعلیم حاصل کر آئی ہیں اور اب وہ امریکن

ایڈیٹوریل نوٹس

قادیان میں طاعون

طاعون کی ہولناک تباہی کے وقت مرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان کو الہام ہوا تھا کہ موضع قادیان دستبرد طاعون سے محفوظ و مامون رہیگا لیکن صد افسوس کہ اِس طاعونِ لعون نے قادیان کو بھی نہ چھوڑا اور مرزا صاحب کے عربی الہام اِنَّہٗ اٰوَی القَرْیَۃَ کی ذرا بھی پروا نہ کی۔ شاید یہہ کمبخت عربی سمجھتا ہی نہیں؛

گذشتہ ایام میں چند بار بعض اخباروں میں یہہ خبریں شائع ہوئی تھیں کہ قادیان میں طاعون ہے۔ یہہ خبریں مہمل نہ تھیں بلکہ مفصل واردات مندرج تھیں۔ اِس پر مرزائی جماعت بہت طیش میں آئی اور جن اخباروں میں یہہ خبریں شائع ہوئی تھیں اُن کے اڈیٹروں کو خوب صلواتیں سنائیں اور کہا کہ یہہ لوگ نادان ہیں۔ مرزا صاحب کے الہامات کو سمجھ نہیں سکتے اور خلاف واقعہ جھوٹی خبریں شائع کرتے ہیں؛ پہر مصلحتًہ اِنَّہٗ اٰوَی القَرْیَۃَ کا کچھ زور گھٹا دیا گیا اور لفظ اوٰی پر کچھ من گھڑت معنے چسپاں کرکے البدر مطبوعہ ۲۴ مارچ ۱۹۰۳ء کے صفحہ ۲ میں یوں تحریر فرمایا کہ خدا نے یہہ ارادہ فرمایا ہے کہ اِس بلاء طاعون کو ہرگز دور نہ کریگا جب تک لوگ ان خیالات کو دور نہ کرلیں جو ان کے دلوں میں ہیں یعنے جب تک وہ خدا کے مامور اور رسول کو نہ مان لیں تب تک طاعون دور نہیں ہوگی اور وہ قادرِ خدا قادیان کو طاعون کی تباہی سے محفوظ رکھیگا تا تم سمجھو کہ قادیان اسی لئے محفوظ رکھی گئی کہ وہ خدا کا رسول اور فرستادہ قادیان میں تھا؛

لیکن اِنَّہٗ اٰوَی القَرْیَۃَ تو اُلٹا مرزا صاحب کے گلے کا ہار ہوگیا اور آئے دِن نئی نئی تاویلیں بہم پہنچانی پڑیں۔ آخر کار موضع قادیان میں طاعون اِس زور و شور سے شروع ہوا ہے کہ اِن تاویلات و تسویلات کو بیخ و بن سے اُکھاڑ کر خاک میں ملا دیا؛

البدر مطبوعہ ۱۶ اپریل ۱۹۰۳ء میں مطبع انوار الاسلام دار الامان قادیان کے کارگذاروں کے خویش و اقارب کی بیماری کا کچھ اظہار تھا اور مطبع کے کاروبار میں ہرج مرج واقع ہونے کا اندیشہ تھا پر طاعون کے ذکر سے عمدًا سکوت۔ پہر ۲۵ ویں اپریل کو محمد افضل صاحب منیجر اطلاع دیتے ہیں کہ مطبع کے کاتب کا جوکہ لدھیانہ چند یوم کی رخصت پر گئے تھے خط آنے سے معلوم ہوا کہ وہ وہاں بیمار ہیں اور سرِدست کوئی دوسرا کاتب قادیان یا اس کے نواح میں البدر کی خدمات کے لئے میسر نہیں آسکتا اِس لئے اطلاعًا عرض ہے کہ اخبار غالبًا ۷ مئی کے بعد شائع ہوگا۔

قادیان میں طاعون حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہام کے ماتحت اپنا کام برابر کرتی رہی ہے اور موعودہ حدود سے باہر اِس نے ہرگز قدم نہیں بڑھایا؛

اب صاف اور کھلے طور پر قادیانی جماعت تسلیم کرتی ہے کہ قادیان میں طاعون ہے لیکن نئی تاویلات نہایت ہی قابلِ شرم ہیں۔ الہامی الفاظ اِنَّہٗ اٰوَی القَرْیَۃَ میں موعودہ حدود کہاں ہیں؟ اور الہام کے ماتحت کام کرنے سے کیا مراد ہے؟ لفظ قریہ کا اطلاق کل گاؤں پر ہے۔ کبھی کسی محلہ یا شہر و قصبہ کے کسی حصہ کے معنوں میں یہہ لفظ استعمال نہیں ہوتا۔ اوٰی اور قریہ کے الفاظ ایسے ہیں کہ اب آیندہ تاویلات کی گنجایش بھی نہیں رہی؛

بعض اخباروں سے معلوم ہوا ہے کہ ساکنانِ قادیان کی ایک گروہ نے صاحب ضلع سے درخواست کی ہے کہ قادیان میں دفعیۂ طاعون کے باب میں بندوبست کی کچھ مدد کی جاوے لوگ قادیان سے گھر چھوڑ چھوڑ کر اِدھر اُدھر بھاگ رہے ہیں۔ اِس سے بڑھکر افراتفری اور کیا ہوگی؟ یوں تو ممکن ہے کہ اگر مرزا صاحب کے اپنے گھر سے بھی چند اشخاص طاعون سے ہلاک ہوں تو مرزا صاحب فرما دیویں کہ ہماری حالت بدستور تسلی کی ہے اور ہمیں کامل سکینت حاصل ہے۔ کسی طرح کی بے چینی نہیں اور ہماری حالت افراتفری کا مفہوم نہیں ہوسکتی؛

صد افسوس کہ مرزا صاحب کے مرید اور البدر کے کاتب میاں عبد الرزاق صاحب بھی ۱ مئی ۱۹۰۳ء کو طاعون کا لقمہ ہوگئے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ؛

نورافشاں کے نامہ نگاروں کی خدمت

میں نہایت ادب سے عرض ہے کہ آپ ضرور اپنے تعلق پر جو نورافشاں سے ہے ذرا غور فرماویں۔ بعض اصحاب کو نامہ نگار ہونے کی وجہ سے پرچہ مفت بھیجا جاتا ہے لیکن سال بھر میں ایک سطر بھی نہیں لکھتے۔ اگر انکو بل بھیجا جاوے تو وہ شکایت کرینگے کہ ہمارے نام تو پرچہ مفت تھا لیکن موجودہ حالت میں نورافشاں شاکی ہے کہ میں مفت میں مفت آتا ہوں۔ امید ہے کہ آپ ضرور اپنے مفید اور قابلِ قدر مضامین سے نورافشاں کو زیادہ نورانی بنائینگے اور آیندہ شکایت کا موقعہ نہیں دینگے؛

ہم بارہا التماس کرچکے ہیں اور اب پھر ملتمس ہیں کہ نورافشاں کے تمام خریدار خط و کتابت میں اپنا نام اور پتہ صحیح اور صاف طور سے تحریر فرمایا کریں تاکہ حسب منشا ٹھیک تعمیل ہوسکے؛

بعض نامہ نگار غ اور غ کے دونوں حرف لکھتے ہیں اور خط ایسا شکستہ ہوتا ہے کہ پڑھنے میں ازحد دقت پیش آتی ہے۔ آیندہ ازراہ عنایت صاف نستعلیق ہم



مضامین

ستیارتھ پرکاش درپن

(۷۶) سوال

میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ دولت مند کا آسمان کی بادشاہت میں داخل ہونا مشکل ہو بلکہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ اونٹ کا سوئی کے ناکے سے گزر جانا اُس سے آسان ہو کہ ایک دولتمند خدا کی بادشاہت میں داخل ہو۔ (متی ۱۹: ۲۳ و ۲۴) ❊

(محقق) اِس سے یہہ ثابت ہوتا ہو کہ عیسٰی غریب تھا اور دولت مند اُس کی عزت نہ کرتے ہونگے اس لئے ایسا لکھدیا ہوگا۔ لیکن یہہ بات سچ نہیں کیونکہ دولتمندوں اور مفلسوں میں نیک و بد لوگ ہوتے ہیں جو کوئی اچھا کام کرے وہ اچھا اور جو کوئی بُرا کرے وہ بُرا ثمرہ پاتا ہی ❊

(رہبر) یہہ سچ ہو کہ خداوند نے دنیوی مال و متاع جمع نہ کیا تھا اور تجارت وغیرہ نہ کرتا تھا کیونکہ وہ اِس دُنیا میں ایسے کاموں کے لئے نہیں آیا تھا۔ اور یہہ بھی سچ ہو کہ اُس کو اِس بات کی پروا نہ تھی کہ دولتمند یا غریب اُس کی عزت کریں یا نہ کریں لیکن وہ سچائی کے وہ اصول تبلاتا تھا جو دونوں قسم کے لوگوں کے لئے ضروری اور مُفید تھے اور جب دولتمند اپنی دولت کے بھروسے پر انکی تحقیر کریں تو اُن کے لئے وہ خوشخبری ہو جو متن سے پیش کیا گیا ہو اور محض پیسے کی غریبی وہ غریبی نہیں ہو جسکی خداوند رعایت کرتا ہو بلکہ دل کی غریبی ہو جو وہ امیر اور غریب دونوں سے طلب کرتا ہو جیسا ہم پہلے بھی ذکر کر آئے ہیں ❊ علاوہ اِس کے یہہ معلوم کرو کہ وہ امیر جسکی نظیر اُس مقام میں دی گئی ہو اپنے آپ کو نیکی کرنے والا بھی تصور کرتا تھا (آیت ۲۰) مگر خداوند نے انھیں کسر تبلائی اور ایک نیکی کرنے کی ہدایت کی جو زیادہ تر دولتمند کے کرنے کے لائق ہو مگر اُس دولتمند کو ایسا کرنا منظور نہوا بلکہ اُداس ہو گیا۔ اُس کا دل دولت میں لگا ہوا تھا۔ اُس کا بھروسہ اپنی دولت پر تھا ایسے دولتمند خدا کی بادشاہت میں داخل نہیں ہو سکتے پس دولتمند سے یہاں مسیح کی مراد وہ امیر آدمی نہیں ہو جو اوروں کی بہ نسبت ہزاروں اور لاکھوں روپیہ زیادہ رکھتا ہو لیکن وہ ہو جو سب کچھ کہ بٹور سکتا ہو لے لیتا ہو اور سب کچھ جو بچا سکتا ہو بچاتا ہو۔ اور سب کچھ جو رکھتا ہو دبا کے رکھتا ہو اور کسی کار خیر میں کچھ خرچ نہیں کرتا۔ ایسے لالچی امیر خدا کی بادشاہت کے وارث نہیں ہو سکتے۔ یہہ وہ نیکی ہو جو دولتمندوں سے مطلوب ہو جو پیسے کا نادار نہیں کر سکتا اور جو امیر اپنے اِس فرض کو ادا نہیں کرتے انکا یہہ لالچ ہی کافی ہو کہ انکو خدا کی بادشاہت سے روکے۔ پنڈت جی نے بے فائدہ اِس بات میں گڑبڑی مچائی۔ دیکھو زکی بھی ایک امیر آدمی تھا جسکا ذکر لوقا ۱۹: ۱-۹ میں آیا ہو اُس کی بابت خداوند نے کہا کہ آج اِس گھر میں نجات آئی۔ اِس لئے کہ اُس نے تائب ہوکر اپنی دولت کا واجبی استعمال کرنا چاہا۔ لہٰذا پنڈت جی نے جو اِسبات میں لکھا ہو کہ "یہہ بھی ثابت ہو گیا کہ جسقدر عیسائی دولتمند ہیں وہ سب دوزخ ہی میں جائینگے اور مفلس سب بہشت میں جائینگے" بالکل غلط کلام ہو۔ کیونکہ زرکی دوستی ساری بُرائیوں کی جڑ ہو (۱ تمطاؤس ۶: ۹ و ۱۰ و ۱۷) جیسے ویدک آریوں کی عادت میں تھی ❊

(محقق) اِس سے یہہ بھی ثابت ہوتا ہو کہ عیسٰی خدا کی بادشاہت کسی مقام پر مانتا تھا ہر جگہ نہیں جو ایک مقام میں محدود ہو وہ خدا نہیں ہو سکتا کیونکہ خدا کی بادشاہت سب جگہ ہو ❊

(رہبر) خداوند یسوع تو خدا کی حکومت کو دوزخ پر بھی بتلاتا ہو اور یہہ خدا کی حکومت کے باعث ہو کہ شیاطین اور دیگر بد روحیں وہاں قید اور سزا میں ہیں اور خداوند یہہ بھی ظاہر کرتا ہو کہ اُس کے علاوہ خدا کی اپنی بادشاہت بھی ہو اور وہ اِس زمین پر اور آسمان پر ہو جہمیں اُس کے مقدس لوگ اور مقدس روحیں داخل ہوتی ہیں اور خدا تو محدود نہیں لیکن مخلوق تو کسی محدود جگہ کے بغیر نہیں رہ سکتے۔ لیکن لامحدود خدا اُن جگہوں میں بادشاہی کر سکتا ہو اور خود محدود نہیں ہو جاتا (اعمال ۱۷: ۲۴-۲۸) ❊

پنڈت کرپارام صاحب ایڈیٹر آریہ میگزین کے

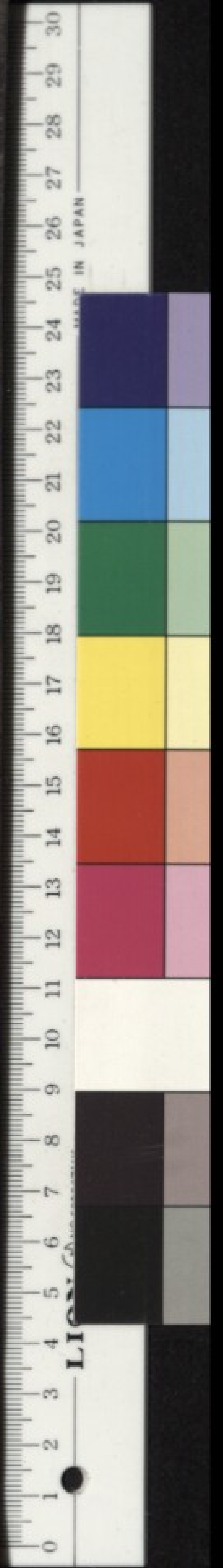
جواب رسالہ رد تناسخ پر ریویو

ہماری اِس دلیل کے جواب میں پنڈت جی یوں خامہ فرسائی کرتے ہیں۔ قولہٗ۔ "جناب اگر روح کا تقاضا اور خواہش ایسی ہوتی جیسا کہ آپ لکھ رہے ہیں تو انسان کسطرح شہوت پرست اور گنہگار ہوتے جناب روح میں تو دکھ سے بچنے اور سکھ کو حاصل کرنے کی خواہش ہو۔ اب روح کو جس قسم کی تعلیم ملیگی اور اُس سے جسکو وہ سکھ کا سبب معلوم کریگی اُسکی طرف رغبت کریگی اور جسکو دکھ کا سبب سمجھیگی اُس سے نفرت کریگی زیادہ تر خالق کی قربت کا خیال اِسوجہ سے بھی گرا ہوا ہو کہ خدا محدود نہیں ہو جو ارواح انسانی سے دور ہو بلکہ وہ تو ہر ایک روح سے اسقدر قریب ہو کہ وہ اُس کے اندر باہر دونوں طرف موجود ہو۔ جبکہ خدا ہر ایک جیو کے پاس موجود ہو تو اُسکی قربت کی خواہش روح کا تقاضا کسطرح ہو سکتا ہو" الخ۔

پنڈت جی ہمارے روح کے تقاضے اور قربت الٰہی کے اصطلاح کو بالکل نہیں سمجھے اِس لئے آئیں بائیں

شائیں بانکنے لگے۔ کیا عجب ہے کہ اور آریہ بھی نہ سمجھیں اِس لئے اب ہم سمجھائے دیتے ہیں کہ قربِ الٰہی سے مراد وہ حالت ہے جسمیں انسان نجات پاکر خدا کا مقبول بندہ بن جاتا ہے اور روح کے تقاضے کا مطلب یہہ ہے کہ وہ ہمیشہ کی خوشی اور نجات دائمی کی آرزومند ہو۔ ہاں پنڈت جی قریب قریب وہی بات ہے جو آپ روح کے تقاضے کی نسبت اپنے اسی بیان میں خود فرماتے ہیں کہ روح میں تو دکھ سے چھُٹنے اور سکھ کو حاصل کرنے کی خواہش ہے تو بتلائیے کہ ہمنے پھر کیا جھُوٹ ملا دیا۔ پھر جب روح کا یہہ تقاضا یا خواہش آپ خود ہی مانتے ہیں تو ہمارے دعوے کی ڈگری تو آپ نے اپنے منہہ سے خود اقبال کرلی مگر شاید بھولے سے آپ یہہ کہہ بیٹھے۔ خیر جو ہو سو ہو لیکن اب آپ یہہ فرمائیے کہ آیا آپکا دیال پرمیشر روح کی اِس تمنا کو پورا کرنا چاہتا ہے یا نہیں اگر چاہتا ہے تو اُس کی بیحد رحمت وقدرت کے نزدیک کیا غیر ممکن ہے۔ جب روح نجات یافتہ ہوکر مقبول درگاہ الٰہی ٹھہرے گی تو خدا کو اپنے مقبول بندہ کی خوشی دائمی سے کوئی حد تو ہے نہیں کہ وہ اُسے دائمی خوشی میں رہنے نہ دے اور نہ اُس کا اِسمیں کچھ گھٹتا ہے کہ انسان اُس کی قربت میں رہے۔ بلکہ عقل تو یہہ چاہتی ہے کہ خدا کی عین خوشی اسمیں ہوگی کہ گنہگار انسان نے توبہ کرکے اب آیندہ کو خدا کی تابعداری قبول کرلی تو اس حالت میں خدا نجات یافتہ اشخاص کو کیوں بہشت سے دنیا میں دھکیل دیگا کیا اِس لئے کہ اب اور خلقت خدا پیدا نہیں کر سکتا اور اِس لئے اب محض بیکار رہکر توبہ توبہ وہ کاہل ہو جائیگا اور انسانوں کو آیندہ پھر سزا نہ دینے سے اُس کا جی بھی ٹھنڈا نہ ہوگا اور اگر کہو کہ نہیں تو بتلاؤ کہ خدا کے کس اخلاقی اور ذاتی صفات کے یہہ امر مخالف ہے کہ وہ انسان کی اِس تمنا کو پورا کرنا نہیں چاہتا البتہ آپ ایک عقلی ڈھکوسلہ ہمارے سامنے پیش کرکے یہہ نتیجہ نکال رہے ہیں کہ نجات دائمی ہو نہیں سکتی۔ لہذا ہم آپ کے اس عقلی بیان پر کچھ توجہ کرکے دکھلانا چاہتے ہیں کہ یہہ محض ڈھکوسلہ ہے۔ آپ کی فلسفانہ دلیل نجات دائمی نہ ہونیکی نسبت یہہ ہے۔ قولہ۔ جبکہ روح کی مکتی ہوگی تو اسکی حد بھی ہونی لازمی ہے کیونکہ جو چیز اسباب سے پیدا ہوگی وہ ممکن الوجود ہوگی ممکن الوجود کے واسطے عدم و وجود دونوں لازمی ہوتے ہیں تمام دنیا میں چکر لگائیے ایک کنارہ والا دریا۔ یا ایک حد والی چیز نہ ملیگی تو پھر مکتی جو اسباب سے پیدا ہو سکتی ہے کس طرح دائمی ہوگی۔ پیدا شدہ کو دائمی بتلانا دعویٰ بے دلیل ہے کیونکہ کل پیدا شدہ فانی ہے۔ ہاں اگر روح کو نتیجہ مکت ماننا ہو تو مکتی بجائے ممکن الوجود کے واجب الوجود تسلیم کرو جب واجب الوجود تسلیم کردگے تو پھر ایک روح نجات یافتہ ہوئی پھر تو نجات کے پانے کے واسطے محنت کرنا فضول ہوگا۔ الخ ؎

ہم اپنے اسی رسالہ ردّ تناسخ کی دوسری فصل میں چھہ دلائل پیش کرچکے ہیں جن سے ناظرین پر بخوبی ثابت ہو سکتا ہے کہ روح انسانی اور مادہ قدیم ہو ہی نہیں سکتے بلکہ ارواح انسانی اور مادہ پیدا شدہ ہیں اور جب خدا میں یہہ قدرت ہے کہ وہ کسی شے کو نیست سے ہست کر سکتا ہے تو اُس کو یہہ قدرت بھی ہے کہ اگر اُس کی مرضی ہو تو وہ اُسے ابد تک قائم رکھہ سکتا ہے اب اگر یہہ امر خدا کے نزدیک ممکن ہے تو اُس نے انسان کی روح کو اس طور پر پیدا کیا ہے کہ وہ ابد تک اُس کے ساتھہ خوش حال رہے اور اِس لئے وہ اُس روح کو نجات دائمی بخشتا ہے۔ مگر ای آریو تمہارے پاس روح کے ازلی وابدی ہونے کا ثبوت از روئے عقل کچھہ بھی نہیں اور جو تردید ہمنے قدامت ارواح و مادہ کی نسبت اپنی چھہ دلائل رسالہ ردّ تناسخ میں پیش کی ہیں اُن کا جواب آپ صاحبوں سے کچھہ بن نہ پڑا تو پھر بار بار اُسی امر متنازعہ کو مخالف کے سامنے دلیل بنانا محض بیعقلی ہے یا نہیں۔ لیکن جب تک خدا کے صفات میں خدا کی صفت قدرت مطلق باقی ہے اور جس چٹان پر مذہب کی بنیاد قائم ہے جس کو آپ بھی بجبر تسلیم کرلینگے اور کوئی چارہ نہیں رکھتے تب تک ہمارے سامنے یہہ پیش کرنا کہ خدا روح کو نجات دائمی نہیں دیسکتا ایک فضول امر ہے ہاں اگر آپ خدا کے صفات سے خدا کی صفت قدرت مطلق کو کاٹ کر محض قادر رہنے دیں اور عوام کے سامنے آریہ مذہب کی خوبیاں پیش کرکے لوگوں کو آریہ مذہب اور وید کے خدا قادر کی طرف رجوع کرائیں تب ہم دیکھیں گے کہ کون اس آریہ مذہب کو تسلیم کرتا ہے (۲) اس بیان میں آپ ایک عجیب مغالطہ ہمارے سامنے پیش کرتے ہیں اور وہ آپ کے اس قول میں صاف نظر آتا ہے آپ فرماتے ہیں ہاں اگر روح کو نتیجہ مکت یعنی دائمی نجات ماننا ہو تو مکتی بجائے ممکن الوجود کے واجب الوجود تسلیم کروگے تو ایک روح نجات یافتہ ہوئی پھر تو نجات پانیکے واسطے محنت کرنا فضول ہوگا کیا خوب آپ کے نزدیک نجات بھی ایک ہستی ہے جس لئے ممکن الوجود اور واجب الوجود الفاظ لکھہ مارے۔ ہم اس کے قائل ہیں کہ آپ نے واجب الوجود اور ممکن الوجود الفاظ خوب سیکھہ رکھے ہیں مگر افسوس کہ آپ کو اب تک معلوم نہیں ہوا کہ ان کو کس موقعہ اور محل پر استعمال کرنا چاہئے۔ لیجئے ہم آپ کو بتلاتے ہیں کہ نجات واجب الوجود نہیں ہے بلکہ انسانی ہستی کے لئے ایک دائمی خوشی و قربِ الٰہی کی ایک حالت ہے جس حالت کے لئے روح انسانی خدا کی طرف سے خلق کی گئی اور کوئی علم کلام سے واقفیت رکھنے والا شخص حالت کو واجب الوجود





نہیں کہہ سکتا جس طرح کوئی صفت کو موصوف نہیں کہہ سکتا۔ پر آپ نجات یافتہ شخص کی حالت یا خاصہ یا صفت کو واجب الوجود کہہ کر پکار رہے ہیں۔ کیا حالت اپنے محل سے بھی کوئی علیحدہ ہستی ہو سکتی ہے؟ (۳) کیا پنڈت جی آپ کو یہہ معلوم نہیں کہ انسان جس حالت یا خاصہ یا عادت کو اختیار کرے ممکن ہے کہ وہ اُسمیں ابد تک قائم رہے مثلاً بعض چور وجھوٹے و شرابی اپنے مرنے تک اپنے اُن خواص اور عادات میں گرفتار رہتے ہیں اور اگر خدا اپنے فضل سے ان خواص میں تبدیلی پیدا نہ کرے تو ابد تک اُنمیں تبدیلی ہونیکی کچھ امید نہیں ہو سکتی اسطور پر جنہوں نے خدا کی قربت حاصل کر لی ہے وہ اُسی حالت میں تا ابد رہینگے (۴) پھر آپ اسکو مانتے ہیں کہ ایشر آنند سروپ یعنی دائمی سرور میں سکونت کرتا ہے اور وہ سارے بندھنوں و بُرائی سے پاک ہے اور چونکہ خدا جو انسان کا خالق ہے وہ یہہ چاہتا ہے کہ اُس کی مخلوق بھی اُسکی طبیعت و خوشی و راحت میں اُسکی مانند بنے اور جب انسان نے اُسکی مرضی کے مطابق پاک طبیعت حاصل کر لی تو پھر جدائی کی کیا ضرورت ہے؟

افسوس ضرورت رفع نہ ہوئی

ناظرین۔ ہمارے بلند خیال پنڈت دیانند جی نے ہستی کے نضا میں جیو اور مادہ اور ایشور اور آکاش اور وقت کے پانچ پیل پائے تعمیر کر کے بہت کوشش کی کہ انپر مسئلہ تناسخ کے سلسلے کو دار پر ہستی کے کھونٹوں سے باندھ دبوسے پر افسوس ہے کہ ان تین یا پانچ ستونوں پر ہستی ہست نہ ہوئی اور باعث یہہ نکلا کہ تین اور پانچ محدود نہیں درحقیقت ایک ہی ستون ہزار ہا دقتوں کے بعد اور وہ بھی کامل طور سے نہیں تعمیر ہوتا جسے پنڈت جی علت پانچ قرار دیتے ہیں۔ باقی دکھانیکو تین یا پانچ ازلی وجود تو ہیں لیکن حقیقت اُنکی کچھ بھی نہیں ثابت ہوتی۔ حقیقت جو کچھ نکلی وہ علت مادی پانچ نکلا جسمیں جیو وغیرہ سب کچھ بند پایا گیا۔ جو آپ ہی خالق اور آپ ہی مخلوق ہے جو آپ ہی بڑھتا اور آپ ہی ربڑ کی طرح سمٹ جاتا ہے۔ نہ اُسے ایشور کی ضرورت اور نہ جیو کی حاجت ہے۔ جسکی ہمزمان یا ہم عمر سوا اُسی پنج اور اس کی ہستی کے اور کوئی ہستی ہے ہی نہیں پس اب آپ غور فرمائیے کہ مسئلہ تناسخ کیونکر قائم ہے؟

اب اگر اس پر بھی ہمارے دیانندی بھائی ازلی جیو اور ازلی مادہ کا خیال قائم رکھکر ان دونوں کو ملا کر عالم کو ہست کیا چاہیں تو اُنکی مرضی پر ہم یہہ پھر کہہ دیتے ہیں کہ دو متضاد ازلی وجود دونکا باہم ملجانا تیسرے ازلی وجود کی مخالفت اور بغاوت دائمی کے نتائج پیدا کریگا جنکے مقابل میں تیسرے ازلی وجود یعنے ایشور کو ہار ماننی پڑیگی۔

جیو اور مادے کو صفات ذیل کے بیلنکے ساتھ تسلیم کر کے پنڈت جی نے ان کو اسطرح ملایا ہے:۔

صفات۔ مادی۔

مادہ بیجان اور راحت سے محروم ہے۔ مادہ جسکو سارے عالم کے بنانیکا ذریعہ کہتے ہیں وہ بیجان ہونے کی وجہ سے خود بخود نہ کچھ بن سکتا ہے اور نہ بگڑ سکتا ہے بلکہ دوسرے کے بنانیسے بنتا ہے اور بگاڑنے سے بگڑتا ہے۔ ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۶۸ و ۲۶۹۔

جیو کے صفات لازمہ۔

سوال۔ مُکتی میں جیو کی طاقت کتنی قسم کی ہے؟ اور کس قدر؟

جواب۔ سب سے بڑھکر تو ایک قسم کی طاقت ہے لیکن قوت۔ طاقت کشش۔ ترغیب۔ حرکت خوف۔ غور۔ فعل۔ حوصلہ۔ حافظہ۔ یقین۔ خواہش رغبت۔ نفرت۔ ملاوٹ۔ تقسیم۔ ملانیوالی طاقت تقسیم کرنیوالی طاقت۔ قوتِ سامعہ۔ قوتِ لامسہ۔ قوتِ باصرہ۔ قوتِ ناطقہ۔ قوتِ شامہ۔ اور حلم۔ یہہ چوبیس قسم کی طاقتیں جیو رکھتا ہے۔ اِس لئے مُکتی میں بھی راحت کو محسوس کر سکتا ہے۔ ستیارتھ پرکاش صفحہ ۳۰۲ و ۳۰۳۔

مادے اور جیو کو ملانیکی ترکیب

لیکن انکار ہستی کی چیزوں کا قاعدہ کے بموجب بننا اور بگڑنا پرمیشور اور جیو کے اختیار میں ہے۔ پھر پرمیشور کی مخلوق میں سے اشیا لیکر کئی طرح اور اقسام کے بنانے کی عام علت فاعلی جیو ہے۔ ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۶۹۔

سوال۔ پیدائش عالم میں پرمیشور کا کیا مقصد ہے؟

جواب بہ سوال۔ نہ بنانے میں کیا مقصد ہے؟

سوال بہ جواب۔ اگر نہ بناتا تو آرام میں رہتا اور جیو وں کو بھی شادی غمی نہ ہوتی؟

جواب۔ یہہ سست الوجود اور مفلس لوگوں کی باتیں ہیں۔ ہمت والوں کی نہیں اور جیو دکھ پرلے میں کیا رنج و راحت ہے؟ دیکھئے کچھ نہیں ...... پرلے میں نکمے گویا گہری نیند میں پڑے رہتے ہیں الخ ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۷۰۔

سوال۔ ادھیا روپ کا کرنے والا کون ہے؟

جواب۔ جیو۔

سوال جیو کسے کہتے ہو؟

جواب۔ انتر کرن سے محدود چیتن ربرہم کو۔

سوال۔ انتر کرن سے محدود چیتن دوسرا ہے یا وہی برہم ہے؟

جواب۔ وہی برہم ہے۔

سوال۔ تو کیا برہم ہی نے اپنے میں دنیا کا جھوٹا تصور باندھلیا؟

جواب۔ باندھا ہو۔ برہم کا اسمیں کیا حرج ہے؟ ستیارتھ صفحہ ۳۰۰۔

ناظرین۔ اوپر کے کل بیان سے یہہ امور ثابت ہوگئے

(۱) جیو برھم ہی (۲) محض جیو کے صفات جو ہیں ہیں (۳) جیو علت فاعلی بھی ہی (۴) جیو اور مادہ میں کوئی موافقت ذاتی نہیں پائی جاتی ہے (۵) پھر بھی پنڈت جی نے جیو اور مادہ کو ملاکر خلقت بنائی ہی (۶) جیو پرلے کے عرصہ میں دکھ سکھ سے محروم ہی۔ گویا کہ جیو اور مادہ دونوں ایک ذات اور صفات ہو جاتے ہیں۔ جیسے مادہ دکھ سکھ اور رنج و راحت سے محروم ہوتا ہی ویسے ہی جیو ہو جاتا ہی پس جبکہ جیو جو پنڈت کا برھم یا ایشور ہی جو جس صفات رکھتا ہوا پرلے کے سمے رنج و راحت سے مثل مادہ محروم ہو کر گہری نیند میں پڑا رہتا ہی تو کون ثابت کر سکتا ہی کہ جیو اور ایشور جو مادہ سے صاف موافقت رکھتے ہیں مادہ نہیں ہیں؟ پس اس طور سے ترکیب دینے سے بھی مادہ ہی ایک شئے ثابت ہوئی جس سے دنیا بنی اور اگر نہیں تو پنڈت جی کے بیانات میں ضرور تناقض پایا جاتا ہی۔

اگر فرض کیا جاوے کہ جیو اور مادہ باہم ملکر ہستی کے وجود کا باعث ہو سکتے ہیں اور ایشور بھی کوئی الگ ہستی ہی تو نتیجہ کیا ہوگا؟

جیو میں ایشور کی مخالفت کا بالطبع مادہ ہے۔ یا ایشور کی آگیا نہ ماننے کا جبلی عیب اُسمیں ہی۔ جسے ہمارے دیانندی صاحبان خوشی سے مان لینگے۔ جس عیب اور نقص اور بغاوت کے مادہ کو ایشور بھی جیو سے دور نہیں کر سکتا۔ اب ایسے باغی اور سرکش اور مصر جیو کے قبضے میں تمام دولت مادی کا آجانا جیو اور ایشور میں لڑائی کی آگ کو زیادہ سلگائیگا یا نہیں؟ اور یہہ تو ظاہر ہی کہ دولت مادہ ہی اِس کے سوا نہ ایشور کے پاس کچھ ہی اور نہ جیو کے اور جسکے قبضہ میں یہہ دولت آئیگی وہ ایشور ہوگا یا وہ جو اِس دولت کو اپنے قبضے میں نہیں رکھ سکتا اور نہ اِس دولت سے فائدہ اٹھا سکتا ہی۔

پس جیو جو ایشور کا مخالف ہو کر دولت ایشوری کا مالک نبیگا وہی ایشور ہوگا اور آپ تو پیشتر ہی جیو کو برھم بنا کر مادے کا رفیق اور دوست بنا چکے (یہ آپکی عمدہ دور اندیشی تھی) پس ناظرین انصاف فرمائیں کہ ایشور کو دنیا بنانے سے فایدہ کیا؟ اور پنڈت جی نے سچ کہا کہ دنیا بنانیمیں ایشور کا کوئی مقصد نہ تھا۔ پنڈت جی کی بنا پر ایشور کا کوئی مقصد ہو ہی نہیں سکتا تھا۔ پس بموجب پنڈت جی کے اقوال کے ہستی پر تو جیو کی حکمرانی ہی۔ جس کو ایشور کبھی بھی اپنے قبضہ میں نہیں لا سکتا اور پھر ایشور بھی وہی جسکا پنڈت جی بیان فرماتے ہیں۔ افسوس کہ ایشور کا وجود معلوم نہوا اور جیو مخالف ایشور تمام دولت مادی کا وارث ہو کر مادہ میں ایسا سما گیا کہ صرف مادہ ہی مادہ باقی رہا۔ باقی تمام کا وجود نابود ہوا۔ بھلا اب تناسخ کس بنا پر قائم ہو؟ اور اسکی ضرورت ہی کیا رہی؟ یہاں تو دکھلانیکے سو باٹ اور نہانیکا ایک گھاٹ ہو گیا۔ افسوس کہ ع

دلکی دل ہی میں رہی بات نہ ہونے پائی

لیجئے ناظرین ہم پنڈت جی کی فلاسفی کی صفائی کر چکے اور فلاسفیکل ہستی کے کھنڈر دکھلا چکے کہ ہستی کی عمارت پنڈت جی کے مسود سے سے نہ بنی اور ہستی سے ہستی کے اصول کو قائم کر چکے۔ آگے ماننا آپکے اختیار میں ہی۔ خدا سب کو سچی ہدایت دیوے آمین ع

غلام مسیح انبالوی

لطیفہ ۔ ایک مرتبہ ایک پیر پادری صاحب ایک ریل گاڑی میں سوار تھے کہ ایک اسٹیشن پر پہنچکر انہوں نے گاڑی سے سر نکالا اور ایک لڑکے کو دیکھکر کہا کہ لو یہہ چونی لو اور ایک شیرمال مجھے لا دو اور دوسرا تم لینا تھوڑی دیر کے بعد لڑکا شیرمال کھاتا ہوا لوٹ آیا اور دو آنہ کے پیسے پادری صاحب کے ہاتھ میں دیکر کہا کہ اُن کے پاس صرف ایک ہی شیرمال تھا۔ آپ اپنے پیسے لے لیجئے۔

سوچنے کا علم

اور جب میرا والد گھر ہوتا ہی تو وہ میرے ساتھ بڑی محنت کرتا ہی اور میری پیاری والدہ جو دنیا کی لائق اور داناترین عورات میں سے ایک ہی میری تعلیم میں ذرہ سی کسر بھی نہیں چھوڑتی۔ اور اگر میں باوجود اس قدر میری فکر کئے جانے کے بھی کچھ نہ کچھ سیکھ نہ لیتا تو یہہ میرے لئے بڑی شرم کی بات ہوتی۔ اگرچہ میں جیسا کہ چاہئے تھا اپنے فوایدکی کچھ پروا نہیں کرتا ہوں"۔

"اگر میری ایسی پرورش جیسی کہ تمہاری ہوتی ہی تو ضرور میں اسوقت کی بہ نسبت زیادہ جانتا۔ مگر سوچنا سیکھنے کے لئے دو تین برس کیا چیز ہیں"۔

"ہاں۔ مگر اسی وقت سے نیک بننے لگو۔ تمہاری زندگی کا ہر ایک دن تمکو خوشی بخشیگا اور تمکو مفید بنا دیگا ذرا دیکھنا اجبکہ ہم بات چیت کر رہے تھے تو تمہارا جہاز الٹ گیا تھا اور تمام اثنا و گفتگو میں ایک ہی پہلو پر پڑا رہا یا جیسا کہ ملاحوں کی اصطلاح ہی وہ مستول کے بھار پڑا رہا۔ کل شام کو چھ بجے میں طیار ہونگا"۔

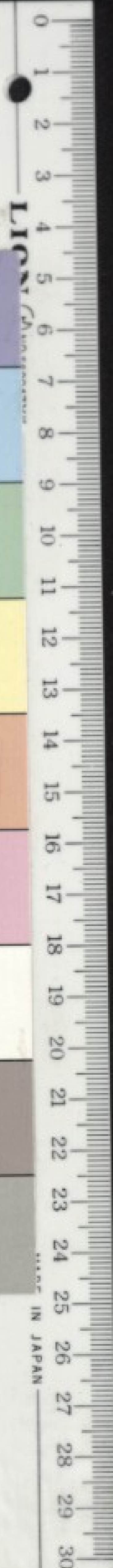
"میں چھ بجے حاضر ہو جاؤنگا۔ اچھا سلام"۔

تیسرا باب

"ہنری! میں تو عین اُس وقت آگیا جو تمنے مقرر کیا تھا۔ جوں ہی کہ میں گانؤں کی گلی کے پاس آیا اور گرجے سے گھنٹا گھڑی میں چھ بجے"۔

"ہاں! اَی چارلس تمنے وقت کی خوب پابندی کی۔ اندر آؤ۔ اور یس کمرہ ہمارے ہی لئے خالی پڑا ہی اور اگر کوئی جھگڑا بھی ہو جاوے تو ہم دونوں ہی کے درمیان ہوگا۔ وہاں۔ میز کے پاس بیٹھ جاؤ"۔

"یہہ چیزیں جو تمنے میز پر رکھی ہوئی ہیں کس مصرف کے لئے ہیں۔ کیا تم ان سے مجھے سوچنا سکھلاؤگے"؟



"ہم دیکھ لیتے ہیں۔ تم جانتے ہو کہ جب بچہ پہلے پہل سوچنا سیکھتا ہے تو اُس کو ان اشیا اور اشخاص کے نام پہلے سکھلائے جاتے ہیں جنکو وہ دیکھتا ہے۔ پاپا۔ ماما۔ کتا۔ بلی وغیرہ اور پھر اُس کو اُن چیزوں اور شخصوں کی خاصیت سکھلائی جاتی ہے۔ وہ فوراً معلوم کر لیتا ہے کہ پاپا اور ماما مہربان اور نیک ہیں۔ اور کہ کتا بھونکتا اور بلی میاؤں میاؤں کرتی ہے۔ یہہ تعلیم کا آغاز ہے۔ مگر چونکہ تمنے یہہ سب کچھ سیکھ لیا ہے اور اُس سے بڑھکر بہت کچھ تو تمہارے ساتھ ویسا سلوک ہرگز نہیں کیا جاویگا جیسا کہ چھوٹے بچے کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ تم تو ہر ایک شے کا نام اُس کو دیکھتے ہی معلوم کر لیتے ہو"۔

"ہاں۔ مگر کسی شے کے نام جاننے ہی سے تو میں سوچنا سیکھ نہیں سکتا"۔

"شاید نہیں۔ مگر یہہ علم کا ضروری حصہ ہے۔ اور میں خیال کرتا ہوں کہ اس کے بغیر ہم کچھ بھی نہیں کر سکتے کیونکہ ایک چیز ہمیشہ دوسری چیز کے معلوم کرنے میں ہماری ممد ہوتی ہے۔ دیکھو اسٹول کتاب نہیں ہے مگر تم اس پر پاؤں رکھکر کتاب کو الماری سے اُتار سکتے ہو اور یہی اس کا فایدہ ہے اور اسی طرح چیزوں کے نام جاننے سے ہم اُنکی بابت جان سکتے ہیں"۔

"پہلا کام جو تمنے کرنا ہے وہ یہہ ہے کہ تم اشیا کی طاقتوں اور اُن کے کم و کیف کو آگے کی بہ نسبت اور زیادہ جانو۔ تمہارے والدین کی مہربانی اور بھلائی اور کتے کا بھونکنا اور بلی کا میاؤں میاؤں کرنا اُنکی خاصیتیں اور طاقتیں ہیں۔ تم اس کو سمجھتے ہو"۔

"ہاں۔ میں بخوبی سمجھتا ہوں"۔

"اگر میرے پاس مضبوط اور تیز چاقو ہے تو مضبوطی اور تیزی چاقو کی خاصیت میں ہیں۔ اب میں چاہتا ہوں کہ اشیا کی خاصیتیں تم خود دریافت کر لو۔ اور یہہ تم بغیر سوچنے کے ہرگز نہیں کر سکتے۔ ادھر آؤ۔ اور مجھے بتلاؤ کہ یہہ کیا ہے۔ تم اپنا کام کرو اور میں اپنا"۔

"یہہ چقماق کا ایک ڈلا ہے۔ اور بس"۔

"اور تم اس کی بابت کیا خیال کرتے ہو؟ اس کو اپنے ہاتھ میں لو اور مجھے بتلاؤ"۔

"میں نہیں جانتا کہ اس کی بابت میں کیا سوچوں یہہ چقماق ایک ٹکڑا ہے۔ میں اس کی بابت اور کچھ خیال نہیں کر سکتا"۔

"تم اس کو اپنی انگلی لگاؤ۔ یہہ تم کو کیسا معلوم ہوتا ہے؟"

"یہہ تو سخت معلوم ہوتا ہے"۔

"تمہارا اس سے کیا مطلب ہے کہ یہہ سخت معلوم ہوتا ہے؟"

"میرا مطلب ہے کہ یہہ لچکتا نہیں ہے اور جب میں اس کو دباتا ہوں تو دبتا نہیں"۔

"بالکل درست۔ اب کیا تم کوئی اور شے بھی جانتے ہو جو سخت ہے؟"

"او۔ ہاں۔ کرسی بنی سخت اور دیوار سخت ہے اور گھر کا فرش سخت ہے"۔

"تم اس کی بابت کیا خیال کرتے ہو؟ یہہ آٹے کی روٹی ہے۔ یہہ تم کو کیسی معلوم ہوتی ہے؟"

"او ہو! یہہ تو بڑی نرم ہے۔ اور جب میں اس کی چٹکی بھرتا ہوں تو میری انگلی اور انگوٹھے کا اس پر نشان ہو جاتا ہے"۔

"سخت اور نرم شے میں امتیاز کرنا بڑا ضروری امر ہے۔ میں ایک دفعہ ایک نالہ کے پاس زمین کے اوپر کودا جو مجھ کو سخت نظر آتی تھی مگر جب میرے گھٹنے اس پر جا لگے تو معلوم ہو گیا کہ یہہ نرم دلدل ہے"۔

"اہا۔ اہا۔ یہہ تو حقیقت میں غلطی تھی اور کیا ہم چقماق کی بابت سوچ چکے ہیں؟"

"پورے طور پر نہیں۔ کیا تم اس کی بابت اور کچھ نہیں سوچ سکتے؟ اس کو پھر چھوؤ"۔

"یہہ زیادہ سرد معلوم ہوتا ہے"۔

"تمہاری اس سے کیا مراد ہے؟"

"میرا اس سے یہہ مطلب ہے کہ یہہ ۔۔۔ میں نہیں جانتا کہ یہہ کیسا معلوم ہوتا ہے"۔

"اس کی بابت سوچو اور اپنے مقدور بھر بیان کرنے کی کوشش کرو کہ سردی کیا ہے۔ اچھا کوشش کرو۔ یہہ کیسا معلوم ہوتا ہے؟"

"یہہ تو قدرے ۔ اور صرف کسی قدر برف کی مانند معلوم ہوتا ہے اور مجھے قدرے مگر بہت نہیں۔ ٹھنڈی لگی ہوئی معلوم ہوتی ہے"۔

"خوب کہا تمنے اس کی عمدہ تشریح کی۔ رفتہ رفتہ ہم تمکو پورا سوچنے والا بنا دینگے۔ اور اگر تم آگ سے ایک انگارے کو چھوؤ تو میں خیال کرتا ہوں کہ یہہ تمکو ایسا معلوم ہوگا کہ تم اپنی انگلی کو اس سے ہٹا لوگے۔ اب کیا تم نہیں دیکھتے کہ اشیا کے خواص کا علم ہمکو سوچنے اور بولنے میں کیسا مدد دیتا ہے؟ جب ہم چاہتے ہیں کہ دوسرے کو بتلاویں کہ فلان شے بڑی سرد یا گرم ہے تو ہم کہتے ہیں کہ قریباً برف سی سرد یا آگ کے انگارے سی گرم ہے اور ہمنے اس کو بلا واسطہ سمجھ لیا ہے"۔

"ہاں مجھے ایسا ہی نظر آتا ہے"۔

"اچھا تو۔ آؤ ہم چند ایک اور چیزوں کا بیان کریں۔ یہہ ایک گولہ ہے۔ اس کو چھوؤ اور مجھے بتلاؤ کہ تم اس کی بابت سوچتے ہو؟"

"یہہ تو میرے ہاتھ کو دبائے جاتا ہے۔ یہہ تو بھاری معلوم ہوتا ہے"۔

"اب اس کاگ کے ٹکڑے کو چھوؤ۔ یہہ گولی سے بالکل علیحدہ ہے"۔

"ہاں! یہہ تو میرے ہاتھ کو نہیں دباتا"۔

"اچھا تو۔ یہہ بالضرور ہلکا ہوگا۔ اور اس سے واضح تر اور کوئی بات نہیں کہ اشیا ایک دوسرے سے بالکل متفرق ہوتی ہیں۔ ایک شے سخت ہے۔ دوسری نرم۔ ایک شے گرم اور دوسری سرد۔ ایک

بھاری اور دوسری ہلکی۔ علیٰ ہذالقیاس۔ بس جیسا کہ میں نے کہا ہر ایک شے کی اپنی اپنی خاصیت یا اوصاف ہوتے ہیں۔ اور انہی خواص کے علم سے انسان معلوم کر لیتا ہے کہ یہہ اشیاء کیونکر مفید ہو سکتی ہیں۔ شاید تم خیال کروگے کہ میں بڑے عالمانہ طور پر بول رہا ہوں۔ مگر جو کچھہ میں تمہیں بتلاتا ہوں وہ مسٹر وائیٹ نے مجھے بتلایا تھا"

"کسی شے کے سخت یا نرم بھاری یا ہلکا ہونیکا علم لوگوں کو اُس شے سے فایدہ پہنچا سکتا ہے"

"اشیاء کے خواص یا اوصاف علم زندگی قریباً تمام فارغ البالی اور آسائش اور خوشیوں کی بنیاد ہے اور میں تمکو بتلا دونگا کہ کسطرح زندگی کی نہایت مفید باتیں خوراک پوشاک آگ اور محفظ ہے۔ اگر ہمکو خوراک کی خاصیت کا علم نہو تو ہم ہمیشہ ایسی خوراک کھاکر جو ہمکو بیمار کردیتی ہے اپنے آپ کو نقصان پہنچاتے رہتے۔ کیونکہ نہ تو انسان گھاس کھا سکتا ہے اور نہ گھوڑا گوشت اور نہ گائے مچھلی کھاکر گذارہ کر سکتی ہے"

"ٹھیک ہے"

"اگر ہمکو اُون اور کتان کا علم نہوتا تو ہم گرمیوں میں غالیچوں اور جاڑوں میں سرد کپڑا پہنکر قریباً مر ہی جاتے"

"میں اب سمجھتا ہوں۔ بیشک تمہارا مطلب معلوم کرلیا ہے"

"ہمیں آگ کے لئے بڑی مصیبت ہوتی اگر یہہ گھاس پھوس سے جلائی جاتی اور ایندھن کی بجائے اسمیں پتھر ڈالتے۔ مگر لکڑی اور کوئیلے کی خاصیت کے علم سے ہم جسوقت چاہیں عمدہ آگ جلا سکتے ہیں"

"یہہ تو خوب ہے۔ اور مجھے تعجب آتا ہے کہ میں اس کو پہلے نہ جانتا تھا"

"یہہ اس لئے تھا کہ تم نے ایسی باتوں کی بابت سوچنا نہ سیکھا تھا۔ اگر ہم اپنے گھر خام اینٹوں سے بناتے تو دیواریں برسات میں نم ہو جاتیں اور گرمیوں میں تڑک جاتیں۔ اور اگر چھتوں پر بجائے پتھر کی تختیوں اور کھپریل کے خاکی کاغذ ڈالے جاتے تو پہلی ہی بوچھاڑ سے پانی اندر آجاتا"

"اب مجھے معلوم ہوتا ہے کہ اشیاء کے خواص کا جاننا نہایت ہی ضروری ہے۔ مگر میں انکو کسطرح دریافت کرلوں۔ اگر میں نے اس شے کو پہلے نہ دیکھا ہو؟"

"اپنے خواص سے یعنی شاہدہ اور خیال اور تجربہ سے۔ مگر جب تم تمام اشیا کی جو روزمرہ تمہارے دیکھنے میں آتی ہیں خواص کو معلوم کرلو تو تمہارے لئے اُن کے مشاہدے اور خیال اور تجربہ کیواسطے کافی وقت مل جاویگا۔ جسطرح سے کہ تم نے چھوکر دریافت کرلیا تھا کہ چقماق سخت اور گولی بھاری اور کاک ہلکا ہوتا ہے اسیطرح تم ان خاصیتوں کو دیگر اشیا میں بھی معلوم کرلوگے۔ سوچنا سیکھنے میں تمکو ایک بات تو حیران کردیگی اور وہ یہہ ہے کہ تم یہہ دیکھوگے کہ اشیاء میں ایسی بہت سی خاصیتیں موجود ہیں جنکا تمکو خیال بھی نہ تھا۔ دیکھو یہہ ایک نیم پنس کا سکہ ہے اور شاید تم اُس کی پانچ یا چھہ خاصیتوں سے زیادہ نہ بتلا سکتے مگر میں اِس لئے کہ تمسے زیادہ سوچنا سیکھا ہوں ان خاصیتوں میں سے بیس خاصیتیں بتلا سکتا ہوں"

"ایک نیم پنس میں بیس خاصیتیں!"

"ہاں۔ بیس سے بھی زیادہ اور اس کے استعمالات کا ابھی کچھہ ذکر ہی نہیں۔ کیا تم ایک ہاف پنس (نیم پنس) کا استعمال جانتے ہو؟"

"اُس سے ایک نان زنجبیل یا تِل کا ایک ٹکڑا خریدلینا ہے"

"ہاں۔ اور اس سے اور بھی فایدے نکل سکتے ہیں نیم پنس سے ایک بتی یا دودھ خریدا جا سکتا ہے۔ ایک بھوکے آدمی کو دیا جا سکتا ہے اور ایک زندگی بچ سکتا ہے۔ اُس سے ایک کتاب خریدی جا سکتی ہے جس سے دینداری پیدا ہو سکتی ہے اور یہہ وہ وسیلہ ہے جس سے خدا کی برکت کے ساتھہ ایک غافل شخص کا دل تبدیل ہو سکتا ہے لیکن چونکہ اب وقت ہوگیا اس لئے ضروری ہے کہ ہم ایک دوسرے سے علیحدہ ہو جاویں۔ کل پھر آنا۔ اور میں اُسی وقت تمہاری انتظاری کرونگا"

چوتھا باب

"ہنری۔ خوش ہو؟ میں دیکھتا ہوں کہ آج تمہارے لئے میز پر بہت سی چیزیں تیار ہیں۔ یہہ آپ کی بڑی مہربانی ہے کہ آپ مجھے سوچنا سکھلاتے ہو۔ مگر تمہارا طالبعلم بڑا غبی ہے"

"اوچارلس! ہرگز نہیں جبکہ تم کو اور زیادہ سوچنے کی عادت ہو جائیگی تو تم بہت جلد سوچ لیا کروگے۔ ہاتھوں پر سرسوں نہیں جمتی اور میں جانتا ہوں کہ میں نے پہلے ہی تمہاری نسبت بھی جلدی سیکھہ لیا تھا۔ مجھے یاد ہے کہ لکھنے کے مضمون پر میں نے ایک دفعہ ایک شعر پڑھا تھا اور وہ یہہ ہے:-

وہ کاتب جو کہ لکھنے میں ترقی کرنا چاہتا ہو
ضروری ہے کہ لکھنے کا وہ پہلے دل سے عاشق ہو

اب اگر تم سوچنے کے عاشق ہو جاؤ تو سوچنا تمکو نہ صرف آسان ہی معلوم ہوگا بلکہ دنیا میں نہایت ہی مرغوب شے نظر آویگی"

لطیفہ

ایک امیدوار ایک سردار کے حضور میں باامید روزگار حاضر ہوا۔ امیر نے کہا تو کیا کام جانتا ہے۔ جواب دیا حاضر جوابی۔ امیر نے کہا کہ آدمی کے تمام جسم پر بال ہوتے ہیں کف دست پر کیوں نہیں ہوتے۔ امیدوار نے جواب دیا کہ فیاضوں کی زربخشی کرنے اور محتاجوں کے ہاتھہ پسارنے اور حاسدوں کے کف افسوس ملنے سے بال جاتے رہے ہیں۔ کاشکہ پہلی دونوں باتیں سچ ہوتیں

مُدا سِبَاق

مذہبی بات چیت

(سلسلہ کے لئے دیکھو نور افشان مورخہ ۲۸ اپریل ۱۹۰۴ء)

کوتاہ اندیش۔ ہمارے قرآن شریف میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بڑا رتبہ ہے اور ہم اُسکو تو مانتے ہیں لیکن تمہاری انجیل کا یسوع کوئی دوسرا شخص ہے ہم یسوع مسیح کو نہیں مانتے؛

دور اندیش۔ یہہ تو ایسی بات ہوئی جیسے ہم کہیں کہ قرآن شریف کا اللہ کوئی اور ہے اور بائبل شریف کا یہوواہ اور۔ لیکن درحقیقت ہم اُس اللہ کو نہیں مانتے جو ابراہیم اور اضحاق اور یعقوب کے اللہ کے برخلاف ہو؛

کوتاہ اندیش۔ کیا دو خدا ہیں؟

دور اندیش۔ سُن لے اے اسرائیل خداوند ہمارا خدا اکیلا خداوند ہے"۔ یہہ توراۃ شریف کی آیت ہے جو میں نے پڑھی کیونکہ خدا ایک ہے اور اُس کے سوا کوئی نہیں لیکن تصورات کے ڈہانچے آدمیوں کی بنائی ہوئی باتیں یہہ ظاہر کر رہی ہیں کہ گویا نہ صرف دو ملکہ کئی ایک خدا ہیں۔ جیسے درحقیقت خدا ایک ہے ویسے ہی درحقیقت مسیح بھی ایک ہی شخص ہے؛

کوتاہ اندیش۔ تمنے کہا کہ ہم اللہ کو نہیں مانتے کیا یہہ کُفر کی بات نہیں؟

دور اندیش۔ میرا مطلب یہہ ہے۔ جیسے کہ اِس امر عظیم کی بابت لکھا ہے۔ کہ تیسرے دن صبح کو بادل گرجے اور بجلیاں چمکیں اور پہاڑ پر کالی گھٹا اُٹھی ..... سب کوہ سینا پر زیر و بالا دھواں تھا..... موسیٰ نے کلام کیا اور خدا نے اُسے ایک آواز سے جواب دیا۔ اور پھر موسیٰ نے اِس واقعہ کو آخری وصیت کرتے ہوئے بنی اسرائیل کو یاد دلایا؛ کیونکہ اگلے دنوں کا احوال جو تم سے آگے گذر گئے اُس دن سے کہ انسان کو خدا نے زمین پر پیدا کیا پوچھو اور آسمان اِدھر سے لیکے اُدھر تک پوچھو کہ کیا ایسا امر عظیم کبھی واقعہ ہوا یا اُس کی مانند کبھی سنا گیا؟ کبھی لوگوں نے خدا کی آواز آگ میں سے بولتی سُنی جیسا تونے سُنی اور زندہ رہے"؛

پس چونکہ ایسے جلال کے ساتھ خدا کا ظہور دُنیا کی تواریخ میں اور کہیں نہیں دیکھا گیا اِس لئے ہم ایسی تعلیم کو جو باوجودیکہ اللہ کا نام لیکے سکھائی گئی ہو اور اِس قادر مطلق خدا کی شریعت کے برخلاف ہو ہم نہیں مان سکتے۔ کیونکہ کوئی اور تعلیم ماننا گویا دوسرا خدا ماننا ہے۔ حالانکہ کوئی دوسری تعلیم ایسے امر عظیم کے وقوع سے نہیں ملی لہٰذا اُس کا انکار کُفر نہیں؛

میر عالم از ٹبالہ

اِنصافِ بے رعایت

سمرنا کے ایک پنساری کے بیٹے نے کسی طرح سے اِدھر اُدھر سے کچھ علم حاصل کیا اور اِس علم کی بدولت وہ نائب قاضی کے معزز عہدہ پر متقرر کیا گیا۔ اُس کا خاص فرض یہہ تھا کہ منڈیوں میں جا کر دوکانداروں کے بٹوں اور پیمانوں کا ملاحظہ کرے۔ ایک روز جب وہ اپنے فرائض کے ادا کرنے میں مشغول تھا تو اُسے بحیثیت نائب قاضی اپنے باپ کی دوکان کا بھی ملاحظہ کرنا پڑا۔ ہمسائے باپ کی عادتوں سے بخوبی واقف تھے۔ اُنہوں نے یہہ جانکر کہ اس کے لئے ہوشیار رہنا بہت ضروری ہے اُس کو یہہ صلاح دی کہ تمام نقلی بٹے جو تم عموماً استعمال کرتے ہو چھپا دو اور انکی جگہ ایسے پیش کرو جن سے تم پر کوئی حرف نہ آوے

مگر پنساری اُن کی اِس صلاح پر مسکرایا اور افسر معائنہ کے قریبی رشتہ پر تکیہ کر کے اُس نے خیال کیا کہ وہ مجھے علانیہ طور پر رسوا نہ کریگا۔ اپنی دوکان کے دروازہ پر لاپروائی سے کھڑا ہو گیا؛

نائب قاضی نے جو اپنے باپ کی ناروا کارروائیوں پر شک کرنیکی بہت سی وجوہات رکھتا تھا مصمم ارادہ کر لیا کہ اِس کو نہ چھوڑے۔ بلکہ اس کی دغابازی کو ظاہر کر کے اس کو علانیہ انصاف کے لئے ایک نمونہ بنا دے۔ چنانچہ وہ اپنے باپ کی دوکان کے سامنے ٹھہر گیا اور اُس سے کہا کہ اپنے بٹوں کو باہر لاؤ تاکہ ہم اِن کا ملاحظہ کریں۔ پنساری نے بجائے حکم کی تعمیل کرنے کے چاہا کہ اِس حکم کو ہنسی میں ٹال دے۔ لیکن وہ بہت جلد قائل ہو گیا کہ میرا بیٹا اِس بات پر آمادہ ہے۔ جب اُس نے سُنا کہ میرے بیٹے نے اپنے نائب افسروں کو حکم دیا کہ میری دوکان کی تلاشی لیں اور دیکھا کہ اُنہوں نے اس کی دغابازی کے ہتھیاروں کو پیش کیا جو بغور ملاحظہ کے بعد ناپسند کئے گئے اور توڑے گئے۔ ایسی اچانک کارروائی سے حیران ہو کر پنساری بے حس و حرکت کھڑا رہا۔ لیکن امید کرتا تھا کہ یہہ علانیہ شرمندگی جو اُس نے اُٹھائی ہے بیٹے سے کافی عذر خواہی کریگی کہ اُس کو اُس کے جرم کی اور زیادہ سزا نہ دیجاوے۔ لیکن اُس نے اِسمیں غلطی کھائی کیونکہ ایسی سخت سزا اُٹھائی گویا وہ قصوروار کی حیثیت میں اپنے بیٹے کے سامنے اجنبی شخص تھا۔ افسر معائنہ نے حکم دیا کہ سوا چھہ روپئے بطور جرمانہ ادا کرے اور اپنے پاؤں کے تلووں پر پچاس بیت کھائے۔ حکم کی فوراً تعمیل ہوئی؛

اس کے بعد ناظر گھوڑے پر سے کود پڑا اور اپنے باپ کے قدموں پر گر کر کہا کہ اے باپ میں اپنے خدا۔ اپنے بادشاہ۔ اپنے ملک اور اپنے منصب کا فرض ادا کر چکا ہوں۔ اب مجھے اجازت دیجئے کہ

اپنی تعظیم و تابعداری سے اس قرض کو ادا کردوں جو تیرے آپکو دینا ہی۔ انصاف اندھا ہی۔ اس زمین پر خدا کا اختیار ہی۔ اس کو باپ یا بیٹے کا کچھ لحاظ نہیں۔ خدا اور ہمارے ہمسایوں کے حقوق خلق تعلقات سے کہیں بڑھکر ہیں۔ آپ نے انصاف کے قوانین کے برخلاف تصور کیا۔ آپ اس سزا کے مستحق تھے اور انجام کار ضرور کسی دوسرے سے برداشت کرتے۔ میں افسوس کرتا ہوں کہ آپ کی قسمت میں یہی مقرر تھا کہ مجھ سے سزا پاویں۔ میری ضمیر نے مجھکو کوئی دوسری کارروائی نہ کرنے دی۔ آیندہ بہتر چال چلئے اور بجائے الزام دینے کے مجھ پر ترس کھائیے کہ مجھے ایسی ضرورت سے مجبور ہوکر آپ کو سزا دی۔ ان کلمات کے بعد وہ پھر اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور تمام شہر کے تعریف کے نعروں میں سے جو اس عجیب انصاف پر بلند تھے چلدیا۔ اُس کو اِس کا بہت اچھا اجر ملا۔ سلطان نے جس کو اِس بات کی خبر ملی اُسے قاضی کے عہدہ پر سرفراز کیا اور بعد ازاں مفتی کا عہدہ بخشا۔ اِس اعلےٰ رتبہ پر ہوکر وہ قوانین کا محافظ اور اپنے ملک کا عزیز بنا رہا۔

راقم

ایم۔ اے۔ ٹامس۔ سی۔ بی۔ ہائی سکول

لودیانہ

افریقہ جنوبی میں ایک مسلمان قوم ملایا کے نام سے آباد ہی۔ وہاں پردہ کا مطلق رواج نہیں۔ عورتیں کھلے بندوں خرید و فروخت کرتی ہیں۔ ہر قسم کے میلے۔ تماشے اور تھیٹر وغیرہ میں بکثرت عورتیں ہوتی ہیں۔ عام طور پر وہاں کی مسلمان عورتیں انگریزی اور ڈچ زبانوں میں گفتگو کرتی ہیں اور جوان لڑکیاں بائیسکل پر سوار ہوکر ادھر اُدھر ہوا کھاتی پھرتی ہیں۔ اب دیکھنا چاہئے کہ یہ رسم یا فیشن کہاں کہاں اپنا اثر ڈالتا ہے اور کس کس فرقہ کو اپنا گرویدہ بناتا ہی۔

کرسچن اینڈیور

مئی ۹ موسیٰ اور ہارون خروج ۴: ۲۷-۳۱

" ۱۰ عیسو اور یعقوب پیدایش ۲۷: ۳۴-۴۵

" ۱۱ یوحنا اور یعقوب متی ۴: ۲۱ و ۲۷

" ۱۲ فلپس اور نتن ایل یوحنا ۱: ۴۳-۵۱

" ۱۳ اندریاس اور پطرس یوحنا ۱: ۴۰-۴۲

" ۱۴ مسیح کے بھائی متی ۱۲: ۴۶-۵۰

" ۱۵ اتوار مضمون یوسف اور بنیامین کے احوال سے ہم برادرانہ سلوک کے بارے میں کیا سیکھ سکتے ہیں۔ پیدایش ۴۳: ۲۹-۳۱ و ۳۴ و ۴۵: ۱۴-۲۲۔

اگر علاوہ نوجوانوں کے بچوں کی بھی سوسائٹی ہو تو دونوں کی اب کی دفعہ ملکر میٹنگ ہونی چاہیے کیونکہ مضمون برادرانہ سلوک ہی اور بچوں کی یعنی جونیر سوسائٹی بڑی سوسائٹی کے چھوٹے بھائی کی مانند ہی۔

برادرانہ سلوک۔ ہمارے بھائی کون ہیں؟ صرف سگے بھائی نہیں جو ہمارے پڑوسی ہیں وہ سب ہمارے بھائی ہیں۔ ہمارے پڑوسی کون ہیں؟ مسیح نے اِس کا کیا جواب دیا! دیکھو نیک سامری کی تمثیل۔

بھائیوں کے ساتھ کیا سلوک کرنا چاہیے؟ معاف کرنا چاہیے متی ۱۸: ۲۱ و ۳۵۔ اُن سے معافی مانگنی چاہیے متی ۵: ۲۳ و ۲۴۔ اُنکو ٹھوکر نہیں کھلانی چاہیے ۱ کر۔ ۸: ۱۳ و رو ۱۴: ۱۳۔ اُن سے محبت رکھنی چاہیے ۱ یوحنا ۴: ۷-۱۱ و ۱۰: ۳ والوں ۲۰ و ۲۱ عبر ۱۳: ۱ و ۲۔ میل ملاپ سے رہنا چاہیے پیدایش ۱۳: ۸ زبور ۱۳۳: ۱ فیاضی کیساتھ پیش آنا چاہیے۔ استثنا ۱۵: ۱۱۔

اور بھی بہت سی نصیحتیں ہیں مثلاً متی ۷: ۲ و ۱۸: ۱۵۔ رو ۱۲: ۱۰ اور ۱۴: ۱۰۔ ۱ پطر ۲: ۱۷۔

قابل غور۔ سب مسیحی آپسمیں بھائی ہیں متی ۲۳: ۸ اعمال ۱۵ کی آیتیں۔ فلیمون ۱۶ اور ۱۶ و رو ۸: ۱۱ مسیح کے بھائی کون ہیں؟ متی ۱۲: ۵۰ و عبر ۲: ۱۲ بھائی مصیبت کے وقت کے لئے پیدا ہوتا ہی امثال ۱۷: ۱۷ ایک نہایت ضروری کام۔ اپنے بھائیوں کو مسیح کے پاس لے آنا۔ لوقا ۲۲: ۳۲ یوحنا ۱: ۴۰-۴۲ اور ۴۳-۵۱۔ رو ۹: ۳ اور ۱۰: ۱۔

سوالات جواب طلب۔ (۱) میں کس کے ساتھ برادرانہ سلوک کرتا ہوں؟ (۲) آج کل میں کسکو مسیح کے پاس لے آنے کی کوشش کررہا ہوں؟ (۳) ہماری سوسائٹی بچوں کی سوسائٹی کے واسطے کیا کررہی ہی؟

کل مضمون کا خلاصہ۔ تو خداوند سے جو تیرا خدا ہی اپنے سارے دل سے اور اپنی ساری جان سے اور اپنی ساری طاقت سے اور اپنی ساری عقل سے محبت رکھ اور اپنے پڑوسی سے اپنی مانند محبت رکھ لوقا ۱۰: ۲۷۔

کرسچن اینڈیور کا مدعا

دوسرا حصہ

تیسری شرط یہ ہی کہ ہر ممبر سوسائٹی کی مجلسوں میں خود حصہ لے۔ یونہیں جاکر بیٹھا نہیں رہ سکتا۔ کچھ نہ کچھ حصہ تو لینا پڑیگا اور اِسی طرح وہ اپنے ایمان کا اظہار کریگا۔ شروع شروع میں ممکن ہی کہ کوئی نیا ممبر بوجہ شرم بہت کچھ نہ کہہ سکے صرف آیت پڑھنے کی جرأت کریگا۔ لیکن رفتہ رفتہ حوصلہ بڑھیگا اور آخر بہت مفید تقریریں کرسکیگا۔ اِس میں ایک اور فایدہ ہی۔ چونکہ سب کو حصہ لینا ہی ہر ایک کو وقت تھوڑا ملے گا اور لمبی تقریر کی فرصت نہیں ہوگی بہتوں کی بُری عادت ہی کہ دیر تک بولتے رہتے ہیں۔ یہ عادت جاتی رہیگی۔ پر اس میں خاص فایدہ یہ ہی کہ ہم نوجوان مسیح کی گواہی دینے کے عادی ہوجائینگے اور اس بات کو فرض سمجھینگے۔ یہ کرسچن اینڈیور کی ایک خاصیت ہی۔ صاف ظاہر ہی کہ کلیسیا کا آج کل بڑا

ہماری نقص ایک یہہ ہو کہ جو مسیحی کہلاتے ہیں اُس کے نام کی خوشخبری نہیں دیتے خدا کرے کہ کرسچن اینڈیور کے ذریعہ سے یہہ نقص جاتا رہے۔ ہم ایک مشنری کمیٹی بنا سکتے ہیں جسکا مطلب یہی ہو گا کہ نجات کی بشارت دی جائے ؛

چوتھی شرط یہہ ہو کہ ماہواری جلسۂ تقدیس کی بڑی قدر کریں۔ ایک دفعہ ماہوار ہر ممبر کا فرض ہو کہ جلسۂ تقدیس میں اپنے آپ کو از سرِ نو مخصوص کرے دنیا میں بڑی غلاظت ہو شاید ہمکو کچھہ لگ گئی ہو شاید غافل ہو گئے ہوں شاید ہمت ہار گئے ہوں جو کچھ ہوا ہو مگر جلسۂ تقدیس میں ملجاتا ہو کہ گناہ کو چھوڑ کر خدا کی خدمت میں نئے جوش سے مصروف ہو جائیں روح القدس کی برکت کو دوبارہ حاصل کریں نئی قوت سے تقویت پائیں ؛

ان چار باتوں کو ہم ملحوظ خاطر رکھیں اور اپنی سوسائٹیوں میں اُنپر زور دیں۔ ہر ممبر اگر اپنے فرائض کو پورا کرے تو ساری سوسائٹی مضبوط رہیگی ؛

اطلاع ۔ اگلے ہفتہ کے نورافشان میں مس کیمل صاحبہ کا ایک مضمون شروع ہو گا۔ کرسچن اینڈیور کی کمیٹیاں۔ یعنی اکثر سوسائٹیوں میں مختلف کاموں کے واسطے مختلف کمیٹیاں ہوتی ہیں اُن کا ذکر ہو گا ؛

کل خط وکتابت پادری۔ ٹی۔ گریم بیلی صاحب وزیرآباد سے کرنی چاہیے ؛

وہ تولئے جو حال میں ایک درخت کے ریشے سے بنائے گئے ہیں نہایت ہی عجیب قسم کے ہیں۔ ان کو صاف کرنے کیلئے صابون اور پانی کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ جب وہ میلے ہو جاتے ہیں تو ان کو چند منٹ کے لئے آگ میں ڈال دیتے ہیں اور اُسی عرصہ میں سفید شفاف سے نکل آتے ہیں۔ واہ رے مرغ تو تو ہی ہے ؛

واقعات و آرائیں

ایک بادشاہ جہنم میں ۔ ایک بادشاہ نے ایک شاعر کو زہر ملوایا اسی وقت اُس سے آثار مرگ ظاہر ہوئے۔ بادشاہ نے کہا عدم میں جاکر ہماری جد امجد کو ہمارا سلام کہدینا۔ شاعر نے کہا جہنم کی طرف سے گذر ہو نگا تو کہدونگا بادشاہ کو یہہ لطیفہ اس کا پسند آیا۔ اُسی وقت تریاق منگواکر اسکو کھلوایا اس کے کھانے سے فی الجملہ اُسے افاقہ ہوا بادشاہ نے پوچھا حال کیا گذرا۔ شاعر نے کہا جہنم کی طرف میرا گذر ہوا حضور کا سلام جد امجد کو پہنچا دیا۔ انہوں نے فرمایا وہ عزیز از جان غیر آدمیوں کو میرے پاس کیوں بھیجتا ہو میں تو خاص اُس کے دیکھنے کا مشتاق ہوں۔ بادشاہ کو اس کا یہہ سخن پسند آیا۔ زہر ملوانے سے نادم ہوا۔ ہزار دینار دیکر رخصت کیا ؛

زار کی کمزوری ۔ ایک روز کا ذکر ہو کہ زار روس کھانا کھانے کے بعد وزیروں کے جلسے میں کام کر رہے تھے۔ اُنہوں نے دیکھا کہ میز کا گھنٹہ بند ہو گیا ہو۔ شاہ نے ایک افسر اعلیٰ سے کہا کہ دوسرا گھنٹہ دیکھ کر وقت بتایا جائے۔ مگر اتفاق سے وہ بھی بند ہو گیا تھا۔ اس عجیب واقعہ کا زار کے دل پر ایسا اثر ہوا کہ اُنہوں نے اپنے جنرل سے جو اس وقت جاپان کے ساتھ جنگ کر رہا ہو بذریعہ تار دریافت کیا کہ روسی فوج پر کوئی مصیبت تو نہیں پڑی جب تک وہاں سے جواب نہ آگیا زار روس برابر پریشانی میں رہے ؛

برلن (دار الحکومت جرمنی) میں جو لوگ آگ بجھانے کا کام کرتے ہیں۔ اُن کے واسطے ایک ایسی ٹوپی ایجاد ہوئی ہو جس سے چاروں طرف فوارے چھوٹتے ہیں۔ اس ٹوپی میں پانی کا نل لگا دیا جاتا ہو۔ جب کوئی آدمی آگ بجھانا چاہے گا تو اُس کے گرداگرد پانی کی ایک چادر سی پھیل جائے گی اور اس طرح پر اُسے آگ سے کوئی تکلیف نہ پہنچ سکے گی اور نہ دھوئیں سے اُس کا دم گھٹنے پائیگا ؛

اودھ روہیلکھنڈ ریلوے نے منظور کیا ہو کہ تیسرے درجہ کے مسافروں کو واپسی ٹکٹ بھی مل سکینگے۔ جہاں ٹرین زیادہ دیر ٹھہرے گی مسافروں کو اس کی اطلاع دیجائیگی۔ کوئی گاڑی چابی وغیرہ سے بند نہ کیجائیگی۔ زنانہ مسافروں کے ٹکٹ دیکھنے کے لئے عورتیں ہی ٹکٹ کلکٹر مقرر کی جائینگی۔ لکھنؤ مرادآباد۔ بریلی کے اسٹیشنوں پر شکایت کے صندوق رکھے جائینگے جن میں مسافر اپنے دکھ سکھ کا حال لکھ کر ڈالدیا کریں گے۔ بڑے بڑے اسٹیشنوں پر ٹکٹ گھر ہر وقت کھلا رہے گا اور چھوٹے اسٹیشنوں کے ٹکٹ گھر کا دروازہ ریل پہنچنے سے ایک گھنٹہ پہلے کھل جایا کریگا۔ کیا اچھا ہو اگر ہندوستان کی دوسری لائینیں بھی ان تجاویز پر عمل درآمد کرنے لگیں ؛

گریگ لنگن واقع ملک جرمنی میں ایک شخص کی شادی کئی دفعہ ہو چکی ہو۔ اس نے گیارہ لڑکیوں سے شادی کی۔ اسکی پہلی تین لڑکیاں نوجوان مر گئیں اور دو ڈوب گئیں۔ ایک نے خودکشی کرلی اور تین بچے بعد دیگرے مر گئیں اور دسویں کو سانڈ نے مار ڈالا اور اس نے حال میں گیارہویں سے شادی کی ہو جسکی ایک ٹانگ پچھلے سال ریل کے نیچے آکر کٹ گئی چنانچہ اب وہ شادی بھی ملتوی کر دی گئی ہو ؛

لاہور کے ایچیسن کالج راجکمار میں انتظام کیا گیا ہو کہ مہاراجہ صاحب پٹیالہ بھی تعلیم کے لئے بھیجے جاوینگے ابھی سرکار حضور موسم گرما کی تعطیلوں کے بعد آغاز موسم سرما میں ایچیسن کالج میں داخل ہونیوالے ہیں انکی طبیعت ہونہار ہو۔ مہاراجہ صاحب بھی فارغ التحصیل ہونے پر نواب صاحب بہاولپور کی طرح ایچیسن کالج ... [illegible] تعلیم کی تقویت کا باعث ہوگا



مذاق - ایک اندھی جو گانے بجانے میں ہنر ظریف تھی اس سے تیمور لنگ نے پوچھا کہ تیرا کیا نام ہے اُس نے کہا کہ لونڈی کا نام دولت ہے تیمور نے کہا کہ افسوس دولت اندھی ہو گئی - اندھی نے جواب دیا کہ اگر اندھی نہ ہوتی تو تجھ لنگڑے سے عقد نہ کرتی ؛

اشتہارات

دوا وباء طاعون

جس سے بخار فرو - کمزوری دل دفع - زہر بیماری زائل - کیڑے ہلاک و نابود ہوتے ہیں - جس خوراک ۱۲ر - ولیپ ۶ر سے گلٹی کا درد - زہر و جلن کم ہو جاتا ہے - سینکڑوں زندہ شہادتیں بفضل خدا موجود ہیں - مفصل کیفیت نصف آنہ کے ٹکٹ پر ؛

المشتہر

دھرم داس پوری - میڈیکل پریکٹیشنر
وزیر آباد ؛

ضرورت

ایک میٹرک پاس مسیحی ہیڈ مسٹرن کی سخت ضرورت ہے - چاہیئے کہ وہ اردو اور ہندی بخوبی پڑھا سکتی ہو - درخواستیں بنام لیڈی سپرنٹنڈنٹ گرلس نارمل سکول دہلی آویں ؛

ضرورت

ڈنگہ ضلع گجرات (پنجاب) کے سکول کے لئے ایک انٹرنس پاس مسیحی اُستاد کی ضرورت ہے - تنخواہ مبلغ پندرہ روپیہ ماہوار - کل درخواستیں بنام مینیجر مشن سکول گجرات (پنجاب) آویں ؛

عیسائی ٹھٹھیروں کی ضرورت

جو کہ میں نے مقام راولپنڈی متصل لال کورتی بازار اپنا ٹھٹھہ کھولا ہے مسلمان ٹھٹھیرے جمعہ کے روز کام بند کر دیتے ہیں چونکہ میں عیسائی ہوں اس لئے میں چاہتا ہوں کہ بجائے جمعہ کے اتوار کو کام بند ہوا کرے نیز عیسائی بھائیوں کو فائدہ پہنچے اور سیکھ بیٹھیں - جو کوئی عیسائی بھائی عمدہ اینٹ بالو کی بنا سکتا ہو اور راولپنڈی میں آ کر کام کرنا چاہے تو میرے ساتھ بذریعہ خط و کتابت معرفت کسی مشنری صاحب کے جو اُس کو جانتا ہو فیصلہ کر لیوے ؛

المشتہر

مستری - ایم - نور احمد - یوسف پور
راولپنڈی

پریسبٹیرین بیواؤں و یتیموں کا فنڈ

اطلاع دیجاتی ہے

کہ پریسبٹیرین بیواؤں و یتیموں کے فنڈ کی حالت نہایت عمدہ و ترقی پذیر ہے تجربہ کار صاحبان کی طرف سے اس بات پر کلستانہ شہادت ہے - ستادن برس کے اندر اس فنڈ نے قریباً ستر ہزار روپیہ خرچ کر کے پنشن دیدیا ہے اور اس وقت سرکاری نوٹ کے ذریعہ سے قریباً چالیس ہزار روپیہ بطور پونجی رکھا ہوا ہے - کوئی اور پنشن فنڈ ایسے سستے طور سے بیمہ نہیں دیتا اس میں ہند کا ہر ایک مسیحی اپنی بیوی بچوں کے لئے پنشن کی تجویز کر سکتا ہے جس کسی کو چاہیئے مینجنگ ڈائرکٹر خوشی سے اس فنڈ کی بابت پوری خبر دینگے ؛

درخواست کی جاتی ہے کہ جو اس فنڈ میں شریک ہوں اُن دوستوں کے نام اور پتہ جنکو وہ اس فنڈ میں شریک کرنا چاہتے ہیں - ڈائرکٹر صاحب کے پاس بھیجیں ؛

المشتہر

پادری والٹر جے - کلارک مینجنگ ڈائرکٹر
سہارنپور

دستور العمل نور افشان

قیمت سالانہ اہل شہر سے اخبار بغیر ضمیمہ عہ معہ ضمیمہ ۲ر
قیمت سالانہ معہ محصول ڈاک " ۳ر " ۳ر
قیمت ہر حالت میں پیشگی لیجائیگی ؛

شرح اجرت اشتہارات

مقدار اشتہارات	سہ ماہی	ششماہی	سال تمام
چوتھائی کالم	۸ر	ے	عہ
نصف کالم	ے	عہ	سعہ
پورا کالم	عہ	سعہ	ےعہ
پورا صفحہ	مہ	صہ	لعہ

ایک دفعہ کے لئے فی سطر کالم ۲ر لیکن ایک روپیہ سے کم کسی اشتہار کے لئے نہ لیا جائیگا ؛

نوٹ

نامہ نگار اپنی اپنی تحریروں کے آپ ذمہ دار ہیں ؛

سنڈے سکول سبق

قیمت سالانہ پچاس پرچہ تصویر دار سنڈے سکول بلا محصول عہ معہ محصول ۳ر
قیمت سالانہ آٹھ کاپی سبق سنڈے سکول عہ

پادری - ای - ایم - ویری صاحب ڈی ڈی اڈیٹر و منیجر نور افشان کیواسطے مشن پریس لدھیانہ میں آیم - دائیلی کے اہتمام سے چھپا